اداریہ

اسلامی سربراہی کانفرنس .... اصل مقاصد!

23 مارچ کو اسلام آباد میں منعقد ہونے والی اسلامی سربراہی کانفرنس پاکستان کے ساتھ مکمل اظہار یکجہتی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ اس کانفرنس میں کشمیر، فلسطین، بوسنیا، افغانستان سمیت دیگر متنازعہ اسلامی ممالک کے ساتھ مکمل ہمدردی کا اظہار کیا گیا اور ان کے مسائل کو عوامی امنگوں کے مطابق حل کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔

اس کے علاوہ مندوبین نے دیگر اہم مسائل پر بھی اظہار خیال کیا۔ ان میں اقتصادی مسائل، تعلیم، صحت، سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، دہشت گردی، منشیات کی روک تھام ایسے مسائل شامل ہیں جن کے حل کے لئے ٹھوس تجاویز پر غور و فکر کی ضرورت ہے۔

بلاشبہ اسلامی سربراہی کانفرنس اسلامی ممالک کا بہت بڑا پلیٹ فارم ہے۔ جو اسلامی دنیا میں اتحاد و یگانگت پیدا کرنے، ان کے مسائل کو باھمی تعاون سے حل کرنے کے لئے وجود میں آیا تھا۔

اب ہونا بھی یہی چاہیئے کہ تمام اسلامی ممالک مکمل اتحاد و اتفاق کے ساتھ اپنی قوت اور بالادستی کا اظہار اس پلیٹ فارم سے کریں۔ اپنے اہم ترین مسائل کو ان میں پیش کریں اور مکمل اتفاق رائے کے ساتھ ان کا حل پیش کریں اور ایک مضبوط لائحہ عمل اختیار کریں۔ لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہو سکا۔ اس عظیم پلیٹ فارم کو ان اعلی اور ارفع مقاصد کے لئے استعمال نہ کیا گیا اور مسلم ممالک باھمی افتراق و انتشار کا شکار ہوئے۔

حالانکہ اسلامی دنیا کے پاس وسائل کی کمی نہیں ہے۔ اللہ تعالی نے انہیں ہر نعمت سے نوازا ہے۔ بہترین دماغ، اعلی صلاحیت رکھنے والے ماہرین، افرادی

قوت' مادی وسائل اور قدرتی دولت سے مالا مال یہ ممالک صرف مسلمانوں کے پاس ہیں۔

لیکن ان انعام و اکرام سے استفادہ کرنے کی بجائے افتراق و انتشار کا شکار ہیں۔ جس کی وجہ سے تمام صلاحیتیں منتشر ہیں۔ جس کا اغیار بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ان کے وسائل کا بے دریغ استعمال کر رہے ہیں۔ انہی کے وسائل سے ان پر حق حکمرانی جتاتے ہیں۔

اسلامی ممالک کو اس وقت در پیش چیلنج میں اہم مسئلہ اقتصادیات کا ہے۔ اگر یہ اسلامی ممالک اپنی ضرورتوں میں ترجیحات کا تعین خود کر سکے اور اپنے وسائل پیداوار کی تخصیص بھی خود کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ چند سالوں میں اپنے مسائل پر خود قابو پا سکتا ہے اور اگر اسے ان کے حل کرنے کے لئے کسی کے تعاون کی ضرورت ہو تو وہ فوری طور پر اسلامی ممالک کی طرف رجوع کرے۔ جو کہ نہ صرف اپنے ماہرین اقتصادیات کی خدمات پیش کریں بلکہ مالی وسائل بھی فراہم کریں۔ اس طرح اسلامی ممالک مغرب کے چنگل سے آزاد ہو سکیں گے۔ یہی ایک اہم مسئلہ ہے جس کی آڑ میں مغربی ممالک اسلامی دنیا کے اہم ترین ممالک کو اپنا زر دست بنا کر رکھتے ہیں۔

دوسرا اہم مسئلہ تعلیم کا ہے۔ جو کہ ایک چیلنج کی شکل میں تمام اسلامی دنیا کے سامنے ہے۔ معیاری اور اعلی تعلیم کا حصول اسلامی ممالک میں کیونکر نہیں ہے۔ خاص کر پیشہ ورانہ تعلیم کا فقدان ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی پر ریسرچ نہ ہونے کے برابر ہے۔ جس کے لئے ہم مغرب کے محتاج ہیں۔ موجودہ اسلامی سربراہی کانفرنس کے موقعہ پر بوسنیا کے مندوب جناب حارس ثلاجک نے اس نہایت اہم مسئلہ پر خصوصی توجہ دلائی۔ انہوں نے نہایت افسوس کے ساتھ تعلیمی فقدان کا ذکر کیا اور کہا کہ جب تک تعلیم کو تمام شعبہ ھائے زندگی میں غالب نہیں کرتے ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کوئی وقت تھا جب اسلامی دنیا نے ابن

رشد' ابن خلدون' ابن سینا اور دیگر نابغہ روزگار ہستیاں پیدا کیں۔ جن کی فکر سے آج مغرب فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام اسلامی ممالک تعلیم جیسے اہم مسئلہ پر توجہ دیں۔ تعلیم کے بغیر ترقی نہ ممکن ہے۔ جبکہ اسلام میں پہلی وحی بھی اقراء باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقراء و ربک الاکرم ہے۔

گذشتہ عشرے میں اسلامی سربراہی کانفرنس کی بعض کمیٹیاں تشکیل دی گئی۔ جن میں اہم ترین سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کمیٹی بھی شامل تھی۔ جس کا مقصد اسلامی ممالک کے درمیان ٹیکنالوجی' تعلیم و تربیت اور اس کی منتقلی تھا۔ جس کے بامقصد اجلاس منعقد ہوتے رہے۔ لیکن اب ایک عرصہ سے بالکل خاموشی ہے۔

ہم یہاں اسلامی ممالک کے سربراہان سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس پلیٹ فارم کو نہ صرف مضبوط بنائیں بلکہ صحیح مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کریں۔ اب جبکہ آئندہ سربراہ کانفرنس ایران میں ہو رہی ہے اسے نتیجہ خیز بنانے کے لئے ابھی سے کوششیں کرنی چاہیئے۔

حکومت پاکستان کی توجہ کے لئے یہ بھی گزارش کریں گے کہ اسلامی سربراہی کانفرنس کے موقعہ پر بعض سربراہان کو تو الیکٹرانک میڈیا نے بہت اہمیت دی جبکہ بعض کو عمداً پس منظر میں رکھا گیا۔ نہ ان کا استقبال صحیح طریقہ سے دیکھا گیا اور نہ ہی کانفرنس میں شمولیت کو نمایاں کیا گیا۔ اس میں خاص کر سعودی عرب کے فرمانروا کے جانشین شہزادہ عبد اللہ بن عبد العزیز وفقہ اللہ بھی شامل ہیں۔

ہمارا مطالبہ ہے کہ اس معاملے کی اعلی سطح پر تحقیق کی جائے اور اس کے مرتکب افراد کو عبرتناک سزا دی جائے۔ جن کی وجہ سے دو برادر ممالک کے درمیان خلیج پیدا ہوتی ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ آئندہ بھی اس کا تدارک کیا جائے گا۔

قانون پر عمل در آمد......... یقینی بنائیے

انسانی زندگی میں نیکی و احسان اور جرم و سزا کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ انسان کی تخلیق کے ساتھ ہی یہ سلسلہ شروع ہوا اور ابد تک قائم رہے گا۔ ابو الانبیاء حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی اور جرم کے سزاوار ٹھہرے اور جنت سے نکال دیئے گئے۔

بلاشبہ انسان غلطیوں کا پتلا ہے۔ اس سے جرم سرزد ہوتے ہیں۔ جن میں سے بعض سہوا اور خطا ہوتے ہیں اور جن کی تلافی ممکن بھی ہوتی ہے اور بعض جرم انسان عمدا کرتا ہے اور بار بار کرتا ہے۔ یہ جرم اس کی ذات تک محدود نہیں رہتے بلکہ ان کے تکرار جرم سے پورا معاشرہ متاثر ہوتا ہے۔ ان کے افعال سے لوگ مظلومیت کا شکار ہوتے ہیں۔ ان کے جان و مال غیر محفوظ ہوتے ہیں۔ ان کی بے چارگی اور بے کسی قابل دید ہوتی ہے۔ جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ لیکن مجرم دندناتے پھرتے ہیں۔ آخرت کی پکڑ اللہ کے عذاب اور ذلت آمیز سلوک سے تو انہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ لیکن فطرت کا تقاضا ہے کہ انہیں دنیا میں بھی عبرت کا سامان بنایا جائے۔ ایسے مجرموں اور درندہ صفت لوگوں کی سرزنش کے لئے قانون موجود ہے۔ جس کے تحت انہیں عبرتناک سزائیں دی جائیں اور دوسروں کے لئے نمونہ بنا دیا جائے۔ قتل' ڈاکہ' چوری' زنا و بدکاری' فحاشی' فتنہ فساد ایسے جرم کے لئے قرآن و حدیث کی نصوص موجود ہیں۔ جن کی روشنی میں مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ جس سے نہ صرف جرم کی حوصلہ شکنی ہو گی بلکہ مظلوم و بے کس کی داد رسی بھی ہو گی۔

لیکن سب کچھ تب ممکن ہے جب قانون پر عمل در آمد کو یقینی بنایا جائے۔ مجرم سرعام واردات کرتا ہے' شواہد موجود ہیں' جرم ثابت ہے لیکن وہ سزا سے اس لیے بچ رہتا ہے کہ قانونی تقاضے پورے کرتے ہوئے ایک لمبی مدت درکار

ہے اور اگر یہ تقاضے پورے ہو بھی جائیں پھر اس کی سزا پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔

اگر جرائم کی روک تھام مقصود ہے۔ مجرموں کی بیخ کنی کرنی ہے تو فوری طور پر قانون کو حرکت دیجئے۔ جرم ثابت ہونے پر اس کی سزا پر سختی سے عمل کیجئے۔ اسے دوسروں کے لئے عبرت بنائیے۔ تاکہ دوسرے سبق حاصل کریں اور ایسا جرم کا ارتکاب کرنے سے خوف کھائیں۔

ایک مجرم بار بار ایک جیسا جرم آخر کیوں کرتا ہے؟ بات بالکل واضح ہے کہ اسے اندازہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ چند دن کی قید ہو گی۔ اس کے بعد اس سے بڑا جرم کرنے وہ دوبارہ آزاد دنیا میں آ جاتا ہے۔ اگر اسے ایک ہی مرتبہ اس کے انجام تک پہنچا دیا جائے۔ تو آئندہ کسی کو یہ جرات نہ ہو گی کہ وہ اس جیسا جرم کرے۔ اب جبکہ ہر جرم کی سزا قانون میں موجود ہے تو اس پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں تو خود بخود امن قائم ہو گا۔

بقیہ: مسئلہ ولایت نکاح

صورت میں درست اور صحیح ہو سکتی ہے۔ جب اولیاء موجود ہوں اور نظریہ ضرورت کو خود عدالت اور آئمہ احناف نے تسلیم کیا ہے۔ حالات کی تبدیلی اور تغیر کی بناء پر بعض نے ان چیزوں کے جواز کا فتویٰ دے دیا ہے جو آئمہ متقدمین کے نزدیک درست نہ تھیں۔ جس کی عام اور مشہور مثال' آئمہ اور قراء و مدرسین کیلئے تنخواہ کے جواز کا فتویٰ دیتا ہے۔ اس طرح عدالت نے بعض دفعہ نظریہ ضرورت کے تحت مارشل لا کو قبول کیا ہے یا صدر کے حکومت کو ختم قرار دینے کے اقدام کو درست قرار دیا ہے۔

نیز آئمہ احناف نے جن آیات اور احادیث سے استدلال کیا ہے ان سے صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ ولی ڈکٹیٹر یا خود مختار نہیں ہے۔ اس کو عورت کی رضا اور مشورہ کو ملحوظ رکھنا ہو گا۔ جبراً اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔